تحفہ عید

اینجا ہمہ راز است کہ معلوم عوام است

تجدید ملت اور مقام نماز

ایک انمول نسخہ کیمیا جس کی اب قدر نہ رہی

بقلم

عبد الصمد شرف الدین

الدار القیمة

بھیونڈی۔ ممبئی

ذی الحجۃ ۱۳۸۳ھ اپریل ۱۹۶۴ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلمہ شہادت

اس بات کو مان لینا کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں (اسلام) کہلاتا ہے۔عربی زبان میں اسے ان الفاظ میں ادا کرتے ہیں کہ اشھد ان لا الہ الا اللّٰہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ۔اس اقرار کو ((توحید)) کہتے ہیں جو مختصرا صرف لا الہ الا اللّٰہ کہنے سے بھی ظاہر ہوجاتا ہے اور جس کی جزا جنت ہے پیارے نبی ﷺ نے فرمایا: ((من قال ال الہ الا اللّٰہ دخل الجنۃ)) جس کسی نے لا الہ الا اللّٰہ کہا داخل ہوگیا جنت میں (بخاری ومسلم)

مگر اس کلمہ لا الہ الا اللّٰہ کا صرف زبان سے کہہ دینا سخول جنت کے لئے کافی نہیں ہے بلکہ اس کے معانی سمجھ کر صدق دل سے کمال یقین کے ساتھ اللہ تعالی کو بغیر کسی شریک کے اپنی عبادت کے لئے چن لینا ضروری ہے۔نیز اللہ کے رسول محمد ﷺ کو اپنی اطاعت وفرمانبرداری کے لئے منتخب کر لینا یعنی نہ اللہ کی عبادت میں اور نہ رسول ﷺ کی اطاعت میں ہم کسی کو شریک کریں۔بالفاظ دیگر ہم رسول ﷺ کی لائی ہوئی مکمل شریعت اسلامی پر چلنے کا عہد کرلیں۔لا الہ الا اللّٰہ کی شہادت دل سے دینے کا یہی مطلب ہے۔مومنین کے حق میں اللہ تعالی فرمایا: ((والذین ھم بشہاداتھم قائمون)) ی عنی جو اپنی گواہیوں پر قائم رہتے ہیں۔(سورہ معارج ۷۰:۳۳) وہ سب سے بڑی شہادت لا الہ الا اللہ کی زندہ پیش کرتے ہیں سوئی ہوئی یا مردہ نہیں جس طرح کہ ایک شہید جام شہادت پی کر پیش کرتا ہے۔

صحیح ایمان کی بھی یہی تعریف ہے: ((اقرار باللسان، والتصدیق بالجنان والعمل بالارکان)) یعنی زبان سے اقرار، دل سے تصدیق اور اعضائ بدن سے عمل، اللہ پر ایمان لانے کی یہ تین شرطیں ہیں۔بغیر عمل کے نہ اسلام پورا ہوتا ہے نہ ایمان۔صرف ظاہری طور پر لا الہ الا اللّٰہ کہنے والا منافق کہلاتا ہے قرآن پاک میں ایمان کے ساتھ ہی عمل صالح کا بھی ذکر کیا جاتا ہے یہی معنی ہیں عبادت کے۔اللہ نے انسان کو اپنی خالص عبادت کے لئے پیدا کیا ہے (سورہ الذاریات آیت نمبر:۵۱۔۵۲) اللہ کو سچا معبود جاننا توحید عنلی ہے اور صرف اسی کی عبادت کرنا توحید عملی ہے۔

اعمال صالحہ اور نماز

تمام اعمال میں نماز سب سے افضل ہے۔اسلام میں نماز کی سخت تاکید آئی ہے اس لئے کہ نماز اللہ تعالی کی ایک بڑی جامع عبادت اور بندگی ہے جس کے لئے اللہ نے بندوں کو پیدا کیا ہے۔نماز میں انسان کا قلب اور ہر عضو کامل حصہ لیتا ہے اور کمال بندگی کا عملی ثبوت پیش کرتا ہے نماز ہر مسلمان پر دن میں پانچ بار فرض کی گئی ہے جو اپنے اپنے وقت پر ادا ہونی چاہیے۔اعمال صالحہ میں سب سے پہلے نماز کی باز پرش ہوگی اگر نماز قبول ہوئی تو دوسرے اعمال مثلا زکوۃ، روزہ، حج وغیرہ قبول ہونگے۔اگر نماز رد ہوگئی یا نہیں پڑھی تو کوئی عمل قبول نہ ہوگا۔نماز کو دین کا ستون کہا گیا ہے بغیر ستون کے دین کی عمارت قائم نہیں ہوسکتی۔

اسی لئے نماز چھوڑنے والے کے حق میں سخت وعید آئی ہے۔نماز کا ترک کردینا قرآن وحدیث میں کفر کے برابر ہے۔قرآن کا ارشاد ہے کہ مشرکین کو مارو ((فان تابوا واقاموا الصلوۃ وآتوا الزکوۃ فخلوا سبیلھم)) اگر وہ توبہ کریں اور نماز قائم رکھیں اور زکوۃ دیں تو ان کا

راستہ چھوڑ دو(سورہ توبہ سورہ:۹ آیت:۵) صحیح حدیث میں ہے کہ ((بین المرئ و کفرہ ترک الصلوۃ)) یعنی انسان اور اس کے کافر ہونے کے درمیان صرف نماز حائل ہے اسے چھوڑ دینے سے وہ کفر میں جا ملتا ہے (صحیح مسلم) بعض ائمہ نے تارک الصلوۃ کو واجب القتل اور بعضوں نے دوام حبس کا سزاوار بتایا ہے۔اس سے صاف ظہر ہوا کہ نماز کا پڑھنا ہر مومن کی نجات کا اور اس کا ترک کر دینا اس کی ہلاکت کا باعث ہے۔گناہ کے اعتبار سے ترک نماز تمام کبیرہ گناہوں سے بڑھ کر ہے۔نماز کا حکم کلمہ شہادت کے ساتھ متصل جڑا ہوا ہے۔آنحضرت ﷺ نے معاذ بن جبل کو یمن میں تبلیغ کے لئے بھیجتے ہوئے فرمایا کہ تم سب سے پہلے لوگوں پر شہادتین پیش کرو اور اسے قبول کرتے ہی یہ حکم سنا دینا کہ تم پر دن رات میں پانچ نمازیں فرض ہیں۔

غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز پر اتنی کڑی تاکید اس لئے آئی ہے کہ وہ ہر دوسرے عمل صالح کا پیش خیمہ ہے اور ہر برائی سے روکنے کا آلہ۔ یہ بات کسی اور عمل کو حاصل نہیں۔نیز مسلمانوں کی اجتماعی زندگی ڈھالنے میں نماز باجماعت کو بڑا بھاری دخل ہے۔ان وجوہات کی بنا پر نماز کا قائم مقام کوئی اور عمل نہیں ہو سکتا۔بقول حضرت عمر رضی اللہ عنہ نماز انسان کے مکمل دین کی محافظ ہے۔

شکوک وشبہات

با ایں ہمہ آج کتنے مسلمان ہیں جو نماز کے اس مقام عظیم کو پہچانتے ہوں؟ جو نماز کو ترک کر دینے سے اپنے آپ کو مجرم سمجھتے ہوں، اور ایسا مجرم کہ جو قابل گردن زدنی ہو، جو نماز کو کھو دینے سے اسلام کے جملہ برکات وفضائل سے محروم رہنے کا احساس رکھتے ہوں۔

وائے ناکامی! متاع کارواں جاتا رہا

کارواں کے دل سے احساس ذیاں جاتا رہا

آج بڑے بڑے اکابر عجیب وغریب غلط فہمیوں میں مبتلا نظر آتے ہیں مثلا وہ سمجھتے ہیں کہ دعوت نماز سے لوگ بھڑک جائیں گے۔کیا وہ نہیں جانتے کہ ہر دعوت حق پر باطل پرست بھڑکا کرتے ہیں، جس طرح کہ رسول پاک ﷺ کی دعوت پر کفار قریش بھڑک اٹھے تھے مگر بالآخر حق ہی غالب آیا اور باطل مٹ گیا۔وہ کہتے ہیں کہ اللہ سب گناہ بخشنے والا ہے اس کا ارشاد ہے کہ ((ان اللّٰہ یغفر الذنوب جمیعا انہ ھو الغفور الرحیم)) یعنی بے شک اللہ بخشتا ہے سب گناہ وہ جو ہے، وہی ہے گناہ معاف کرنے والا مہربان (سورۃ الزمر آیت نمبر:۵۲) تم تو اس کی وسعت غفران اور رحمت بے پایاں کو نہیں دیکھتے اور صرف اس کے عذاب ہی پر نظر رکھتے ہو۔کیا بے نمازی کو وہ نہیں بخشے گا؟ کیا عجیب فتنہ ہے یہ اور کیا ہی مزید خوش خیالی! ان کے نزدیک رحمت الٰہی کے اس تصور میں اللہ کے سارے احکام ٹھکا دیے جائیں اور ساری بدکاریاں دل کھول کر کی جائیں تو کوئی حرج کی بات نہیں ہے کیونکہ وہ بڑا بخشنے والا ہے۔اس لحاظ سے اللہ کے اوامر و نواہی ایک مذاق اور کھیل ہو کر رہ گئے تقوی اور اعمال صالحہ بیکار اور عبث چیزیں ہوئیں، متقی اور فاجر، مومن اور کافر میں کوئی فرق نہ رہا۔یہ بے چارے نہیں جانتے کہ آیت مذکورہ میں گنہگاروں کو یہ مژدہ سنایا گیا ہے کہ وہ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جائیں بلکہ توبہ کا دروازہ ان کے لئے ہر وقت کھلا ہوا ہے۔توبہ کے بعد اللہ تعالی ہر گناہ کو معاف کرنے والا ہے۔اس میں ذرہ برابر شک نہیں کہ اللہ تعالی اس سے بھی کہیں زیادہ غفور رحیم ہے جتنا کہ وہ سمجھتے ہیں مگر ساتھ ہی وہ شدید العقاب بھی ہے اور علیم وحکیم بھی، فرمان برداروں کو انعام دیتا ہے تو نافرمانوں کو سزا بھی دیتا ہے۔

نیز کہتے ہیں کہ ہم کو اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہونا چاہیے اور اللہ کے ساتھ حسن ظن رکھنا چاہیے ہم عمل کریں یا نہ کریں اور نماز پڑھیں یا نہ پڑھیں کوئی حرج کی بات نہیں مگر سمجھنے کی بات تو یہ ہے کہ نیک اعمال کر لینے کے بعد ہی اللہ سے حسن ظن رکھا جا سکتا ہے، بے عملی یا بد عملی کے ساتھ کوئی شخص اللہ سے حسن ظن اور امید رحمت کس طرح رکھ سکے گا؟ یہ تو نفس کا صریح دھوکہ ہے۔اللہ تعالی فرماتا ہے:((ان الذین آمنوا والذین ھاجروا

وجاهدوا فی سبیل اللّٰہ اولئک یرجون رحمت اللّٰہ واللّٰہ غفور رحیم)) یعنی جولوگ ایمان لائے اور جنہوں نے ہجرت کی اور لڑے اللہ کی راہ میں وہ امیدوار ہیں اللہ کی رحمت کے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔(سورۂ بقرۃ آیت نمبر:۲۱۸)صرف وہ جوگ جو ایمان لانا ہجرت اور جہاد جیسے کارنامے کر چکے ہیں وہی رحمت الٰہی کے امیدوار بن سکے نہ کہ بلا کسی عمل والے۔

ایک بھاری شبہ یہ ہوتا ہے کہ جب حدیث کی رو سے جنت میں جانے کے لئے صرف لا الہ الا اللہ کہہ دینا کافی ہے تو نماز وغیرہ کی ضرورت کیا ہے؟ پھر نماز کو اتنا بھیانک بتانا کہ نہ پڑھنے والا کافر واجب القتل، یہ تو اللہ کی رحمت سے انکار کرنا اور آسانی کو چھوڑ کر تشدد اختیار کرنا ہے۔اس غلط فہمی کا ازالہ شروع مقالہ میں ہو چکا ہے کہ کلمہ شہادتکے کیا معنی ہیں،مزید برآں نماز سراسر کلمہ شہادت اور توحید ہی توحید ہے اذان میں، وضو کے بعد، اور تشہد میں شہادتین کہہ کر ایمان تازہ کیا جاتا اور سورہ فاتحہ کی ہر آیت پیغام توحید ہے اس طرح نماز عین لا الہ الا اللہ ہی ہے جس کے کہنے سے جنت ملتی ہے۔دونوں میں اختلاف کہاں ہوا؟ امت مسلمہ کے متعلق یہ حسن ظن عام ہے کہ وہ عذاب الٰہی کی مستحق نہیں ہوسکتی،حالانکہ قوانین عذاب سب قوموں کے لئے یکساں ہیں،پھر وہ مسلمان ہوں،یہود یا نصاریٰ۔کیا آج مسلمان ظلم اغیار،قومی انتشار،ذلت ومسکنت کے شکار نہیں ہیں؟

اصلاح کا پہلا قدم

آج اسلام کو،جب کہ وہ بیگانہ اور غریب الوطن ہو چکا ہے،بحال کرنے کے لئے نماز ہی کا نسخہ تیر بہدف ثابت ہوگا۔بحکم خداوندی استعینوا بالصبر والصلوۃ ہمیں صبر اور نماز ہی سے مدد لینی چاہیے یہ دین کا مقصود بھی ہے اور وسیلہ بھی،اول بھی ہے اور آخر بھی۔المسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس رات کو جس دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر کاری حملہ ہو چکا تھا جب میں نے ان کو فجر کی نماز کے لئے آواز دی تو انھوں نے جواب دیتے ہوئے فرمایا :((لبیک!بے شک اس شخص کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں جس نے نماز ترک کردی)) پھر خون آلود بہتے ہوئے زخموں کے ساتھ ہی انھوں نے نماز فجر ادا کی ۔(المؤطا کتاب الطہارۃ،باب ۱۲) یہ تھا نماز کا مقام صحابہ کے دلوں میں۔اس واقعہ پر امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:((پس ہر وہ شخص جو نماز کی بے قدری کرکے اسے ٹھکراتا ہے وہ دراصل اسلام کی بے قدری کرکے اسے ٹھکراتا ہے۔بیشک لوگوں کا اسلام میں اسی قدر حصہ ہے کہ جس قدر وہ نماز میں حصہ لیتے ہیں،اور اسلام کا انھیں اتنا ہی شوق ہے کہ جتنا نماز کا،پس اللہ کے بندے!تو اپنے آپ کو پہچان لے،اور اس بات سے ڈرتا رہ کہ جس وقت اللہ سے تیری ملاقات ہو تو یہ نہ ہو کہ اسلام کی کوئی قدر تیرے نزدیک نہ ہو،کیونکہ تیرے دل میں اسلام کی وہی قدر ہوگی جو نماز کی ہے))

پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا:((دین میں سب سے پہلے جس چیز کو تم کھودو گے وہ امانت داری ہے اور ضائع ہونے والی ساب سے آکری چیز نماز ہے۔))اس پر امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:ہماری نماز ہمارے دین کا آخری حصہ ہے اور کل اسی کے بارے میں اولین پرسش ہوگی۔اس سے معلوم ہوا کہ نماز کے نکل جانے کے بعد نہ اسلام باقی رہتا ہے نہ کوئی دین،جب کہ آکری چیز یعنی نماز اسلام سے رخصت ہو چکی ہو۔اس لئے کہ جب کسی شئی کا آخری حصہ ہی نکل گیا تو وہ شئی گویا پوری نکل گئی،پس اللہ تم پر رحم فرمائے!اپنے دین کے آخری حصے کو مضبوط پکڑ لو۔نماز میں کوتاہی کرنے والا جان لے کہ اس نے اپنے دین کو کھودیا ہے۔خدا تم پر رحم فرمائے۔نماز کی قدر کرو اور اسے پکڑ رکھو،نماز کے بارے میں اللہ سے خاص طور پر،اور دیگر اعمال میں عام طور پر ڈرو۔(الرسالہ السنیۃ طبع المنار ص ۴۵۲)

صحیح اور غلط نماز

اسلام میں نماز کا مقام جان لینے کے بعد ہر مسلمان عزم کرلے کہ میں نماز پر اپنی جان فدا کردونگا۔اس وقت یہ ہی

میرا سب سے بڑا جہاد ہے۔ بلکہ نماز کو ایک قومی اور اجتماعی پروگرام بنالینا بے حد ضروری ہے۔ یہ ہمارے مکمل دینی اصلاح کی کفیل ہوگی۔ یاد رہے کہ آج تقریبا ۹۰ فیصدی لوگ نماز نہیں پڑھتے۔ اس مقالے سے نماز پڑھنے کی اہمیت تو معلوم ہوئی، مگر اس سے کئی زیادہ اہم خود نماز کی اصلاح کا مسئلہ ہے، اس لئے کہ جب تک نماز کما حقہ ادا نہ کی جائے گی نماز کے مفید نتائج اور عظیم الشان تعمیری خصوصیات مرتب نہ ہونگی۔ آج جس طرح اسلام کی ہر ادا بگڑی ہوئی ہے، نماز کی بری گت بن چکی ہے۔ ۱۰ فیصدی مسلمانوں کی رہی سہی نماز آج ایک بے جان رسم ورواج سے کسی طرح زائد نہیں۔ اکثر نمازی چونکہ نماز کے عادی ہو چکے ہیں اس لئے اسے بلا سوچے سمجھے عادۃً پڑھ لیتے ہیں، اسے سمجھ کر خشوع وحضور قلب سے ادا نہیں کرتے۔ سچا نمازی اللہ کے کمال عظمت کو دل میں محسوس کر کے روز محشر کی طرح ڈرتا اور لرزتا ہوا اللہ کے سامنے حاضر ہوتا ہے، اور اپنے آپ کو اس کے سامنے نہایت حقیر و ذلیل تصور کرتا ہے۔ وہ نماز کے وقت دنیا کے ہر کام اور خیال کو پس پشت ڈال دیا کرتا ہے۔ وہ اللہ کی طرف ہمہ تن متوجہ ہو کر کمال سکون واطمینان سے نماز کو ادا کرتا ہے، گھبراہٹ اور عجلت سے نہیں پڑھتا۔ اس کے تمام ہوش وحواس درست ہوتے ہیں اور وہ نماز کو سب سے اہم کارنامہ تصور کرتا ہے، اور ہر دوسرے مشغلے کو بالائے طاق رکھ دیتا ہے۔ ایسی نماز پڑھنے کے بعد نمازی اپنے اندر بڑی قلبی راحت روحانی مسرت اور ایمانی کیفیت محسوس کرتا ہے جو نماز سے پہلے غائب تھی۔ وہ گویا سخت پریشان و بے چین تھا، نماز پڑھنے سے اسے حد درجہ چین وراحت مل گئی۔ جماعت کے ہر فرد سے اسے دلی محبت اور روحانی تعلق حاصل ہوتا ہے یہاں تک کہ یہ سب ایک دوسرے کے لئے جان دینے کو تیار رہتے ہیں۔

یہ ہے نماز کی اصلی روح جو ہماری مسجدوں میں نظر نہیں آتی، یہی وجہ ہے کہ ہماری نمازیں آج بے سود ہوگئی ہیں۔ بلکہ کمزور عقیدے والوں کے لئے باعث شک وشبہ کہ نماز ایک لایعنی فضول حرکت اور محض تضیع اوقات ہے۔ ہماری ٹکسالی نمازیں خود نماز سے نفرت دلاتی ہیں، اس لئے نماز کا گہرا مطالعہ کرنا اور رسول اکرم ﷺ اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی نمازوں کا معیار قائم کرنا اشد ضروری ہے آپ ﷺ نے فرمایا: ((صلوا کما رأیتمونی اصلی)) (نماز ایسی پڑھو جیسے مجھے پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو۔) نماز کے ظاہری ارکان کے علاوہ اس کی باطنی کیفیت جس کا تعلق قلب ودماغ سے ہوتا ہے نہایت بلند وباحس ہونا اہم تر ہے، نماز ایک مجسم قلبی وروحانی شاہکار ہے۔ نماز کی اس اصلاح کے ساتھ اس کے انفرادی واجتماعی فیوض وبرکات رونما ہونے لگیں گے، یہاں تک کہ اسلامی زندگی کے آثار افراد وقوم میں عیاں ہونگے۔ اس طرح یہ قوم تنزل کے گڑھے سے نکل کر مانند اسلاف عروج وکامرانی کی منزلیں طے کرنے لگے گی۔

اصلاح کا دوسرا قدم

نماز کے ذریعہ مسلمانوں میں جماعتی نظام قائم ہوتے ہی دوسرا قدم نظام زکوۃ کا آتا ہے۔ اس کی اہمیت بھی نماز سے کم نہیں ہے، اسی لئے نماز کے ساتھ ہی قرآن میں زکوۃ کی تاکید کی گئی ہے۔ نماز اخلاقی وروحانی ترقی کا باعث ہے تو زکوۃ اقتصادی اور مادی ترقی کی کفیل ہے۔ اسلام نے انسانی زندگی کے ان دونوں پہلوؤں کا برابر خیال رکھا ہے۔ صحیح نظام زکوۃ کو اپنانے کے بعد مسلمانوں کی خوشحالی اور ہر مادی ضروریات کا اتنا جامع اور معقول انتظام رونما ہوگا کہ دوسری قومیں ان پر رشک کر کے اسلام کے استقبال کو دوڑے گی۔ ((هو الذی ارسل رسوله بالهدی ودین الحق لیظهره علی الدین کله ولو کره المشرکون)) یعنی اسی نے بھیجا اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر تا کہ اسے غلبہ دے ہر دین پر اگرچہ مشرک لوگ برا مانیں (سورۂ توبہ، آیت نمبر: ۳۳)

سردست یہی دعا ہے کہ اقام الصلوۃ کے اہم ترین فریضے کے لئے اللہ تعالی ہمارے سینے کو کھول دے۔ آمین

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

عید الضحی ۱۰ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ
۲۳ اپریل ۱۹۶۴ء

احقر العباد
عبد الصمد